دینی مدارس اور دہشت گردی کی تازہ لہر

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

وطن عزیز اس وقت بدامنی اور دہشت گردی کی جس لہر کی لپیٹ میں ہے اس پر ہر دردِ دل رکھنے والا پاکستانی فکر مند ہے اس دہشت گردی کے اسباب ووجوہات اور اس کے پس منظر کے حوالے سے بہت کچھ کہا اور سنا گیا ہے لیکن ان دنوں ایک منظم منصوبہ بندی کے ساتھ دہشت گردی کی حالیہ لہر کے ڈانڈے دینی مدارس کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ایسا ماحول بنایا جارہا ہے کہ دینی مدارس ''تنگ آمد بجنگ آمد'' کا مصداق بن جائیں۔ دینی مدارس قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک دینی اور تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور اس عرصے میں یہ ادارے کسی قسم کی دہشت گردی میں نہ کبھی ملوث رہے ہیں اور نہ ہی ان اداروں نے کسی قسم کی تشدد کا درس دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان اداروں کو دہشت گردی سے منسوب کرنے کی بھونڈی کوشش کی جاتی رہی، پہلے پہل جب مدارس کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے بارے میں جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کیا جانے لگا تو ارباب مدارس نے ہر فورم پر ایسے مبہم الزامات عائد کرنے کی بجائے ان مدارس کی نشاندہی کرنے کو کہا جہاں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہو یا جہاں اسلحہ موجود ہو، چنانچہ نہ تو کسی مدرسے کے بارے میں ٹھوس شواہد پیش کیے جاسکے اور نہ ہی کہیں سے اسلحہ برآمد کیا جاسکا بلکہ خود وزارت داخلہ نے اس حوالے سے اعلیٰ سطحی تحقیقات کرنے کے بعد یہ رپورٹ پیش کی کہ پاکستان کا کوئی مدرسہ بھی دہشت گردی میں ملوث نہیں، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کے بعد پروپیگنڈہ کا یہ سلسلہ رک جاتا لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوا، اور اب پروپگنڈہ کا سلسلہ ایک قدم آگے بڑھ گیا ہے اور مدارس پر چھاپے مار کر اور مدارس کے بے گناہ طلباء کو حساس اداروں کے ذریعے غائب کروا کر دہشت گردی کا ملبہ مدارس پر ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے،

حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ امن امان کی موجودہ سنگین صورتحال اور مذہبی قوتوں پر ڈھائے جانے والے ظلم وستم کے باوجود مدارس کے منتظمین، اساتذہ اور لاکھوں طلباء کو اس ہشت گردی سے خود کو الگ رکھنے اور وطن عزیز اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لئے مشکلات کھڑی نہ کرنے کی بنا پر اہل مدارس کو خراج تحسین پیش کیا جاتا لیکن الٹا مدارس کے لوگوں کو ہراساں کیا جارہا ہے اور دھونس، دباؤ اور خوف پر مبنی پالیساں تشکیل دی جارہی ہے حالانکہ بارہا اس کا تجربہ کیا جاچکا ہے کہ طاقت اور دباؤ پر مبنی پالیسیوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

ایک بات اور اہل مدارس محسوس کرتے ہیں کہ 7/7 کے بعد جس طرح برطانوی آرڈر کی تعمیل میں مدارس کے خلاف کریک ڈاؤن کیا گیا تھا اسی طرح ان دنوں بھی مغربی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے مدارس کو تنگ کیا جارہا ہے حالیہ دنوں میں متعدد مدارس پر چھاپے مارے گئے۔ اسلام آباد کے ایک مدرسہ میں کمانڈوز، حساس اداروں اور پولیس کی بھاری نفری نے اس انداز سے یلغار کی جیسے انڈین فوج، کشمیر کی کسی بستی پر لشکر کشی کیا کرتی ہے۔ جب ان لوگوں سے اس ''یلغار'' کی وجہ معلوم کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ وہ ایک ایسے طالب علم کی تلاش میں آئے ہیں جو لال مسجد میں زیر تعلیم تھا اور آپریشن سائلنس کے دوران اس پر مقدمات بنائے گئے اور اس کے جملہ کوائف کا ریکارڈ سیکورٹی اداروں کے پاس موجود ہے اور وہ صرف دو دن قبل عدالت میں بھی پیش ہوا تھا، عدالت میں پیشی کے مواقع پر بھی اس کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے جاسکتے تھے، اسے سانحہ لال مسجد سے اب تک گزرنے والے پونے دو برسوں کے دوران کہیں سے بھی حراست میں لیا جاسکتا تھا، اگر اس سے کوئی اور جرم سرزد ہوا تو صرف دو پولیس اہلکار آکر مدرسہ انتظامیہ سے اس طالب علم کو حوالے کرنے کا مطالبہ کرسکتے تھے، اس معاملے پر وفاق المدارس سے رجوع کیا جاسکتا تھا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا اور اس مدرسے پر یلغار کردی گئی۔ اس یلغار کا انداز بتاتا ہے کہ یہ سب کچھ بدنیتی پر مبنی ہے یہ تو صرف ایک مثال ہے ورنہ اس وقت ملک کے تقریباً اکثر اداروں کو اسی قسم کی صورتحال کا سامنا ہے۔ اسلام آباد کے ایک دینی ادارے میں حساس اداروں کے اہلکار نمازِ فجر سے قبل آدھمکے اور مدرسہ انتظامیہ سے ایک طالب علم کے بارے میں پوچھ گچھ کی اور اسے ساتھ لے جانے کا مطالبہ کیا، انتظامیہ نے لاکھ کہا کہ یہ طالب علم ہماری ذمہ داری میں ہے آپ اس کے بارے میں کوئی ثبوت پیش کریں، کوئی پوچھ کچھ کرنی ہے تو ہم آپ کو موقع فراہم کرتے ہیں یہیں پوچھ کچھ کرلیں، لیکن وہ طالب علم کو ساتھ لے جانے پر مُصر رہے اور بالآخر انہوں نے دباؤ ڈال کر مدرسہ انتظامیہ کو اس بات پر قائل کرلیا کہ وہ بھی اس طالب علم کے ساتھ جائیں اور سرسری پوچھ گچھ کا عمل مکمل ہونے کے بعد اسے واپس لے آئیں چنانچہ مدرسے کے دو نمائندے انکے ساتھ چلے گئے۔ انہیں قریبی تھانے میں لے جاکر صاف جواب دے دیا گیا کہ آپ لوگ واپس چلے جائیں یہ طالب علم آپ کے ساتھ نہیں جاسکتا اور اب صورتحال یہ ہے کہ اس تھانے کا ایس ایچ او بھی اس طالب علم کے بارے میں اظہار لاعلمی کررہا ہے۔ اسلام آباد کا ایک معیاری دینی ادارہ جس مسجد سے ملحق ہے آج سے دس برس قبل اس مسجد کی منتظمہ کمیٹی سے مالی خورد برد کے الزام

میں برطرف ہونے والے ایک شخص کو حال ہی میں دوبارہ مسجد کمیٹی میں عہدے کے حصول کا شوق چڑھا تو اس نے اس مدرسہ کے خلاف جھوٹے الزامات پر مبنی درخواست دے دی اور پھر حساس اداروں نے اس شخص سے شواہد کا مطالبہ کئے بغیر مسجد و مدرسہ کے منتظمین کا ناک میں دم کئے رکھا۔ یہ تو صرف اسلام آباد کی چند مثالیں ہیں ملک کے دیگر حصوں کے مدارس کے حالات اس سے کہیں زیادہ ابتر ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں اس طرح کے واقعات سے مدارس میں اشتعال اور انتشار پیدا ہوتا ہے، نوجوان طلباء میں ردعمل کی سوچ پروان چڑھتی ہے جو انہیں تشدد پر آمادہ کرتی ہے۔

اور پھر ایسے طلباء کے دہشت گردی کے واقعات میں استعمال ہونے کا خدشہ بڑھ رہا ہے۔ اس صورتحال میں مدارس کی نمائندہ تنظیموں اور منتظمین کے لیے یہ صورتحال خاصی پریشان کن ہے۔ نوجوان طلباء ہم سے مسلسل پوچھتے ہیں کہ آخر ہمارا جرم کیا ہے، جس کی پاداش میں ہم سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے؟ آخر ہم کب تک صبر کے گھونٹ پیتے رہیں گے؟ جب یہ سوچ مزید پختہ ہوتی ہے تو ایسے ناراض نوجوان مدارس کو خیر باد کہہ جاتے ہیں کیونکہ یہ طلباء جب تک مدارس کے نظم اور چار دیواری کے اندر ہوتے ہیں انہیں کسی منفی سرگرمی میں ملوث ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ داخلے کے موقع پر ان سے یہ عہد لیا جاتا ہے کہ ''وہ دوران تعلیم اپنی تمام تر توجہ حصول تعلیم پر مرکوز رکھیں گے اور ہر قسم کے لایعنی مشاغل سے اجتناب کریں گے اور ملک میں کام کرنے والی تمام تنظیموں سے الگ تھلگ رہیں گے اور بالخصوص سیاسی سرگرمیوں سے مکمل اجتناب کریں گے'' یہ عبارت تقریباً تمام مدارس کے داخلہ فارم میں موجود ہوتی ہے۔ اس لیے مدارس میں زیر تعلیم طلباء کے کسی بھی منفی سرگرمی کے لئے استعمال ہونے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں لیکن اگر وہ مدرسہ چھوڑ کر چلے جائیں تو وہ کسی کے کنٹرول میں نہیں ہوتے اس لیے مدارس کے طلباء کو مدارس کی محفوظ چار دیواریوں کے اندر ہراساں کرنے کا سلسلہ فی الفور بند ہونا چاہئے تاکہ وہ کسی قسم کے انتہائی اقدام اور بغاوت پر آمادہ نہ ہو پائیں۔ یہاں ایک اور بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مدارس کی حیثیت سے تو کبھی بھی دہشت گردی کی حمایت نہیں کی گئی لیکن اگر خدانخواستہ کوئی طالب علم انفرادی طور پر کسی منفی حرکت کا مرتکب پایا بھی جائے تو اس کی وجہ سے مدارس کے پورے سسٹم کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا جیسے حکومت نے خود اجمل قصاب کے معاملے میں ''نان اسٹیٹ ایکٹرز'' کا تصور پیش کیا تھا اسی طرح اگر کوئی مدارس سے متعلقہ شخص ایسے کسی عمل میں ملوث پایا گیا تو وہ بھی مدارس کے حق میں ''نان مدارس ایکٹرز'' ہیں ان کے انفرادی افعال پر مدارس پر یلغار کرنے سے گریز کیا جائے۔ ایسے عناصر کے خلاف کارروائی کی راہ میں مدارس رکاوٹ نہیں بنیں گے تاہم ثبوت اور شواہد کا مطالبہ ہمارا آئینی اور قانونی حق ہے اور کسی کو اس کی اجازت بھی نہیں دے سکتے کہ وہ وجہ بتائے بغیر مدارس کے طلباء کی ماورائے قانون اغواء کاری کا ارتکاب کرے۔

اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے اجلاس کے بعد حکومت کو یہ بھی پیشکش کی گئی ہے کہ مدارس اور مذہبی طبقات کی نمائندہ قیادت موجودہ دہشت گردی کے خاتمے، امن وامان کی بحالی اور ناراض لوگوں سے مفاہمت کے لئے ہر ممکنہ

کردار ادا کرنے پر آمادہ ہے۔ لیکن یہاں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ دہشت گردی کی آگ کو بجھانے کے لئے ارباب مدارس کا تعاون حاصل کرنے کی بجائے مدارس کو تنگ کر کے بعض جذباتی نوجوانوں کو دہشت گردی کا راستہ دکھانے اور دہشت گردی کی اس آگ پر تیل چھڑکنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

سروے فارمز کی تقسیم اور مدارس کا موقف:

وطن عزیز کے دینی مدارس کے منتظمین، اساتذہ کرام اور ان اداروں میں زیر تعلیم لاکھوں طلباء نے ہمیشہ حب الوطنی کا ثبوت دیا اور ملک وقوم کے لئے کسی قسم کی مشکلات پیدا نہیں کیں بلکہ یکسوئی کے ساتھ اپنی تعلیمی اور دینی خدمات میں مصروف رہے لیکن بدقسمتی سے ان مدارس کو ہمیشہ مشکلات سے دوچار کیا گیا اور ہر نئے حکمران نے دینی مدارس کو تختہ مشق بنایا۔ کچھ عرصے کے سکوت کے بعد دینی مدارس کے لئے ایک مرتبہ پھر مشکلات کھری کی جا رہی ہیں، کہیں انکوائری اور تحقیقات کے نام پر حساس اداروں کے اہلکار مدارس ومساجد کی انتظامیہ کو پریشان کرتے دکھائی دیتے ہیں اور کہیں سے سروے فارمز کی تقسیم کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں، کسی مدرسے پر قانون نافذ کرنے والے ادارے اچانک دھاوا بول دیتے ہیں اور کبھی کسی مشکوک شخص کی گرفتاری کے بہانے مدارس پر چھاپے پڑنے لگتے ہیں۔

جہاں تک حکومت کی طرف سے مدارس کے کوائف اکٹھے کرنے کا معاملہ اس کی نہ مدارس نے کبھی مخالفت کی اور نہ نیک نیتی پر مبنی ایسی کسی مہم کے راستے میں رکاوٹ ڈالی، بلکہ اس معاملے کا حقیقی پس منظر یہ ہے کہ اس وقت تقریباً پاکستان کے تمام دینی مدارس کی باقاعدہ رجسٹریشن کروائی جا چکی ہے۔ رجسٹریشن کے مراحل کے دوران مدارس کے جملہ کوائف متعلقہ اداروں کے پاس جمع کروائے جاتے ہیں بعد ازاں اعلانیہ اور خفیہ طور پر مدارس کے منتظمین کے علاقائی، خاندانی اور تعلیمی ریکارڈ کی خوب چھان پھٹک کی جاتی ہے، رجسٹریشن فارم جمع کروانے والے مدارس کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے اور پھر ویریفکیشن کے اس لمبے چوڑے پراسس کے بعد کہیں مہینوں بعد جا کر اس ادارے کو رجسٹریشن سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً مختلف اداروں کے اہلکار مدارس انتظامیہ سے مسلسل رابطے میں رہتے ہیں اور مدارس کے کوائف، اساتذہ وطلبہ کی تعداد اور تفصیلات وغیرہ سے متعلقہ معلومات کو ''اپ ڈیٹ'' کیا جاتا رہتا ہے۔ ان تمام مراحل کی تکمیل کے بعد تمام مکاتب فکر کے مدارس کی نمائندہ تنظیمات نے سابقہ حکومت کے ساتھ اصولی طور پر یہ بات طے کی تھی کہ اب بھی اگر قانون نافذ کرنے والے ادارے مدارس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہیں تو وہ سرسری معلومات تو متعلقہ مدرسہ سے براہ راست حاصل کر سکتے ہیں تاہم تفصیلی معلومات کے لئے متعلقہ مدارس کو پریشان اور ہراساں کرنے کی بجائے ان مدارس کی نمائندہ تنظیموں سے رجوع کیا جائے گا لیکن اب اس معاہدے سے انحراف کرتے ہوئے سروے فارمز کی تقسیم شروع کی گئی ہے۔ ان فارمز میں مدارس کے متعلق مختلف سوالات کئے گئے ہیں اور چونکہ اکثر مدارس مساجد سے ملحق ہوتے ہیں اس لئے ان فارمز کے ساتھ ساتھ مساجد کے بارے میں بھی ایک فارم گردش کر رہا ہے جس میں مساجد کمیٹیوں کے اراکین کے بارے میں پوچھا گیا ہے بالخصوص چند اہم مالی معاونین کے نام، پتے بھی مانگے گئے ہیں۔

مدارس کی نمائندہ تنظیموں کو اعتماد میں لیے بغیر شروع کیے گئے اس سروے کو اہل مدارس شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ یہ مہم ان نادیدہ قوتوں کی کارستانی ہے جو حکومت اور اہل مدارس کے مابین غلط فہمیوں اور محاذ آرائی کی فضا پیدا کرنے چاہتے ہیں، بعض لوگ یہ خدشہ ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ سروے سرکاری اور حکومتی اداروں نے مغربی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل این جی اوز کے ایماء پر شروع کیا ہے، بعض لوگ یہ دور کی کوڑی لائے ہیں کہ امریکہ مستقبل قریب میں ڈرون حملوں کا دائرہ بڑھانا چاہتا ہے پہلے وہ حکومتی رضامندی سے قبائل علاقوں میں مدارس کو نشانہ بناتا رہا جمرود کی مسجد پر ڈرون حملہ ہوا اور آئندہ ڈرون حملوں کا ہدف دینی مدارس ہوں گے، چنانچہ پیشگی منصوبہ بندی کے طور پر حالیہ سروے کیا گیا، بعض لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ مدارس کے مالی معاونین کا ریکارڈ جمع کر کے انہیں تنگ کیا جائے گا اور مدارس کو معاشی طور پر کمزور کرنے کی کوشش کی جائے گی، اور بعض لوگ اس شک وشبہ کا اظہار بھی کر رہے ہیں کہ اہل مدارس کے ساتھ اخلاقی اور انتظامی طور پر تعاون کرنے والے کمیٹی ممبران اور اہل مدارس کے مابین غلط فہمیاں اور دوریاں پیدا کرنے کے لیے ان کوائف کو استعمال کیا جائے گا۔ یہ تمام خدشات غلط بھی ہوسکتے ہیں اور جزوی طور پر درست بھی ہم نہ ان کی تردید کر رہے ہیں اور نہ ہی تائید وتصدیق، لیکن بتانا یہ مقصود ہے کہ مدارس کی دنیا میں ان خدشا کا اظہار کیا جا رہا ہے ہمارے خیال میں جب حکومت اور مدارس دینیہ کی قیادت کے درمیان پورا سال گزرنے کے باوجود ایک مرتبہ بھی باقاعدہ رابطہ اور باضابطہ مذاکرات نہیں ہوئے تو ایسی صورت میں پیدا ہونے والی بداعتمادی اور باہمی خلیج سے جتنے خدشات جنم لیں اور جتنی غلط فہمیاں پیدا ہوں ان پر قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔

مدارس کے حوالے سے موجودہ صورتحال پر غور کرنے کے لئے 18 اپریل 2009 کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ اور 19 اپریل 2009 کو مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا اور بعدازاں تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس کی نمائندہ تنظیموں پر مشتمل ''اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ'' کا اجلاس اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں تمام مکاتب فکر کے مدارس کو پابند کیا گیا کہ وہ پوچھ گچھ کرنے والے اہلکاروں کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہ کریں اور انہیں اپنی نمائندہ تنظیموں سے رجوع کرنے کا کہیں۔ اسی طرح ملک گیر سطح پر تحفظ مدارس کنونشنز کے انعقاد کا فیصلہ بھی کیا گیا جس سلسلے میں آغاز 29 اپریل 2009 بروز بدھ دارالعلوم اسلام آباد سے کیا جائے گا۔ اسی طرح یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ صدر، وزیراعظم، دیگر مقتدر قوتوں اور متعلقہ اداروں کے نام بھی خطوط لکھے جائیں اور انہیں مدارس کے جملہ معاملات پر مدارس کی نمائندہ تنظیموں سے مذاکرات کرنے اور انہیں اعتماد میں لینے کی ضرورت پر زور دیا جائے اور لکھا جائے کہ سابقہ حکومتوں کے ساتھ جو امور طے پا گئے تھے انہیں نہ چھیڑا جائے اور مذاکرات کا سلسلہ وہیں سے شروع کیا جائے جہاں سے منقطع ہوا تھا از سر نو زیرو پوائنٹ سے معاملات اور مذاکرات کا آغاز نہ کیا جائے۔ اگر حکومت نے اب بھی اس معاملے کو درخور اعتناء نہ سمجھا تو خدشہ ہے کہ آنے والے دنوں میں معاملات میں مزید بگاڑ پیدا ہوگا۔

☆☆☆